۲۸

۱۱/۲/۳۰ھ
۱۹

۸۶/۳۸۲

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس آیت شریفہ کی تفسیر کے بارے میں کہ ایک آدمی نے سوال کیا ہے کہ اس نے کسی عالم سے سنا ہے کہ قرآن پاک میں سورۃ توبہ کے اندر ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے گرنے کی طرف اشارہ ہے۔ یہ کہ یہ واقعہ ۲۰۰۱-۹-۱۱ میں وقوع پذیر ہوا اور قرآن بھی اس پر شاہد ہے کہ ۲۰۰۱ الفاظ پر مشتمل سورۃ ۹ جو کہ نویں پارہ سے شروع ہوتی ہے اور ۱۲۹ ۱۱۵ آیات پر مشتمل ہے۔ اور ورلڈ سنٹر کی منازل بھی ۱۱۵ تھیں آیات کی تعداد کے بقدر اور سورۃ میں کل الفاظ ۲۰۰۱ اور واقعہ بھی ۲۰۰۱ کا ہے۔ اور ۹ ستمبر کا واقعہ ہے اور سورۃ بھی قرآن پاک میں ابتداء سے نویں نمبر پر ہے۔ کیا یہ تطبیق درست ہے۔
دلیل اقوال لانے والے دیتے ہیں کہ جدید مفسرین نے آیۃ (ومن یرد أن یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کأنما یصعد فی السماء) کے اندر جہاز کے سواروں کی طرف اشارہ ہے جو کہ اکثر غیر مسلم ہیں جو کہ فضا کی بلندی میں جاتے ہیں اور آکسیجن کی کمی کے باعث سانس تنگ ہو جاتا ہے۔ اور التبیان فی علوم القرآن (محمد علی الصابونی) نے اس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔
کیا ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے بارے میں آیۃ شریفہ کی تفسیر درست ہے۔

السائل: محمد شیراز درجہ سابعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم کی وہ تفسیر معتبر ہے جو کہ سلف سے منقول ہے، تفسیر بالرائے سے احادیث مبارکہ میں ممانعت آئی ہے، سوال میں قرآن کریم کی جس آیت مبارکہ کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۰ ہے اس آیت (لایزال بنیانہم الذی بنوا ریبۃ فی قلوبہم الا ان تقطع قلوبہم ط واللہ علیم حکیم) میں جس عمارت کا ذکر ہے، اس سے مراد مسجد ضرار ہے،

Scanned by CamScanner

جس کی بنیاد منافقین نے تین مقاصد کے تحت رکھی، اول: مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے، دوم: مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور ان کی جماعت کے دو ٹکڑے کرنے کیلئے، سوم: اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کیلئے بطور پناہ گاہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے وحی کے ذریعے منافقین کی اس سازش سے آگاہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ جا کر اس مسجد کو ڈھا دو اور اس میں آگ لگا دو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم کی تعمیل کر کے اس عمارت کو ڈھا کر زمین ہموار کر دی.

(تفصیل کیلئے کسی بھی مستند تفسیر کا مطالعہ کریں) .

اب ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے واقعے کو قرآن کریم سے ثابت کرنا اور ۹ تاریخ ۱۱ ستمبر ۱۱ منزلہ عمارت کو گیارہواں (11) پارہ، نویں (9) سورۃ، ایک سو دسویں (110) آیت پر منطبق کرنا، بلکل درست نہیں، اس طرح کی تطبیقات کئی مفاسد پر مشتمل ہیں، اور یہ کتنی بڑی نادانی کی بات ہے کہ آج یہود و نصاریٰ کے ادارے اس بات پر اپنی مستقل تحقیقات پیش کر رہے ہوں کہ یہ واقعہ یہود و نصاریٰ کی سازش تھی، اور ایک مسلمان اس واقعے کو قرآن کریم میں تلاش کرتا ہوئے، فیا للعجب ???

قرآن کریم ہدایت و رشد کی کتاب ہے، قرآن کریم کی حقانیت کیلئے اس کا کلام اللہ ہونا کافی ہے، اس کی حقانیت کیلئے ذاتی ڈھکوسلوں اور سطحی سائنسی تحقیقات کی کوئی ضرورت نہیں، کہاں مخلوق کی چہ میگوئیاں اور اللہ پاک کا کلام؟ ؎ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

اور اسی طرح خود سے قرآن کریم کی آیات مبارکہ و سورتوں کو کھینچ تان کر معنی و مصداق متعین کرنا، بہت بڑے خطرے کی بات ہے، آج ہمارے سامنے گمراہ مفسرین کی جو لمبی فہرست ہے ان کی گمراہی کی اصل وجہ یہی تھی کہ سلف سے منقول معنی و مصداق کو چھوڑ کر اپنے انکل پچوں کی اتباع میں لگے رہے اور صراط مستقیم سے ہٹ گئے. اعاذنا اللہ منہم.

باقی جہاں تک تعلق ہے تبیان فی علوم القرآن سے استدلال کا، تو شیخ صابونی زید مجدہم

Scanned by CamScanner

کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ "قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے کہ جدید سائنس کیساتھ اس کا تعارض نہیں ہے، پھر اس طرح کے مثالوں کیلئے انہوں نے ایک فصل قائم کی ہے، شیخ کا ان مثالوں سے مقصد یہ ہے کہ جن چیزوں کی طرف جدید سائنس کی بڑی دقت کے بعد رسائی ہوتی ہے، اس کی طرف قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے اشارہ فرمایا ہے، لہذا یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ وہ جدید سائنس کے ساتھ معارض نہیں۔"

لیکن اب اگر کوئی شخص قرآن کریم کی حقانیت کو جدید سائنسی تحقیقات پر موقوف سمجھے تو یہ عین گمراہی و ضلالت ہے، جو شخص گمراہوں کی تقلید میں اس طرح سمجھے کہ قرآن کی فلاں آیت سائنس کی فلاں تحقیق کے موافق ہونے کی وجہ سے حق ہے، تو کل کو اگر سائنس کی وہ تحقیق دوسرے سائنسدانوں کے ہاں غلط ثابت ہو جائے، (جیسے کہ مشاہدہ ہے) تو نعوذ باللہ اس شخص کا ایمان کہاں جاکے رکے گا؟ .

البتہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت کسی زمانے پر اس طرح منطبق ہو جاتی ہے کہ اس زمانے کے تناظر میں اس آیت کا سمجھنا زمانہ قدیم کے مقابلے میں زیادہ آسان ہوتا ہے، مثال کے طور پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ "إنّ الّذین یحبّون أن تشیع الفاحشة في الّذین امنوا لهم عذاب الیم في الدنیا والآخرة والله یعلم وانتم لا تعلمون" یعنی جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی و بدکاری کا چرچا چاہتے ہیں ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے..... "مسلمانوں میں بے حیائی و بدکاری کا چرچا چاہنے والے نزول قرآن کے وقت اتنے نہیں تھے، اور نہ ہی بے حیائی و بدکاری کے اتنے اسباب تھے، برخلاف آج کے دور کے کہ ہر طرف بے حیائی و بدکاری کا ایک سیلاب ٹھاٹھیں مار رہا ہے، اور اس کے پھیلانے کیلئے انتھک کوششیں کی جا رہی ہیں، تو اب اس زمانے میں اس بات کا سمجھنا زیادہ آسان ہے بنسبت زمانہ قدیم کے، اس طرح کی مثال پیش کرتے ہوئے شیخ صابونی زید مجدهم نے فرمایا کہ: "قدیم مفسرین نے "کأنما یصّعّد في السماء" کے معنی یہ بیان کیے

ہیں کہ "گویا کہ وہ شخص آسمان کی طرف طاقت و استطاعت نہ ہوتے ہوئے چڑھ رہا ہو" یا "گویا کہ وہ شخص ایک امر محال کو بجا لا رہا ہے جس کی وجہ سے وہ گھٹن کی کیفیت سے دو چار ہے"۔ اب جدید سائنس میں یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ فضا میں آکسیجن کم ہوتی ہے، اب جب کوئی انسان ایک خاص مقدار کی بلندی پر جاتا ہے تو آکسیجن کی کمی کی وجہ سے اس کے لئے سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ ایسا محسوس کرتا ہے کہ اس کا گلا گھونٹا جا رہا ہے، اس لیے ہوائی سفر کے دوران جہازوں میں مصنوعی آکسیجن کے استعمال کا کہا جاتا ہے، اس سائنسی تحقیق کی طرف قرآن کریم نے جہازوں کی ایجاد سے چودہ سو سال پہلے اشارہ فرمایا........"۔

لیکن اس تطبیق کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اب تک مفسرین کرام (جزی اللہ عنا وعن جمیع الامۃ) نے اس آیت مبارکہ کی جو تفسیر بیان کی ہیں وہ درست نہیں، اور اس کی اصل حقیقت اب سامنے آئی ہے، جو شخص اس کا یہ مطلب سمجھے گا وہ یقیناً غلطی پر ہے، بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ تطبیق قدیم مفسرین کی تفسیر کی ایک تائید ہے، اگرچہ قرآن کریم کی تفسیر کا سمجھنا ان جدید تحقیقات پر موقوف نہیں، کما مر مفصلاً۔ فقط۔

والسلام

کتبہ: عبداللہ

المتخصص بالجامعۃ الفاروقیہ

۱۶ / ۲ / ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۲۰ / ۲ / ۱۴۳۰

جامعہ فاروقیہ ... شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی

Scanned by CamScanner